SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:2 (2024) PAGE NO: 219-226
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Cite us here: Parveen Sadiq. (2024). Evolution of Urdu Language and Literature in Arab Countries: بلاد عرب میں اردو زبان وادب کا ارتقاء. *Shnakhat*, *3*(2). Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/294

" Evolution Of Urdu Language and Literature in Arab Countries"

Parveen Sadiq

PhD Scholar Urdu Department International Islamic University Islamabad

Abstract

Urdu is our national language, It spreads in Arab countries from beginning. Currently Urdu is the most popular language by spoken in the world- widely. According to the latest research Urdu stands on 2nd number in Arab countries and on 3rd number in whole world. Arab and Indo -Pak relationships are very old. The history of world is witness that the ancient Indo – Pak relationship date is back to pre-Islamic times. The Arabs were fond of trade by nature and this trade took the Arabs travelers to all over the world, pre Islam trade was only the source of selling and buy goods but after the spreading light of the Islam the main purpose of trade was to built up relationship with other tribes and spreading Islam all over the world. Before the Islam, traders used to go to the coasts of India for the trade. History is witness that the connections of Arab and Hind O Pak were pre-Islamic and post Islamic. When Makran was conquered in 21 A.H during the time of caliph Rashida, It seems the Arab and Indo O Pak flourished the regular political relationships with each other. Islamic methods and traditions began to promote during this era. The Arab and Hind relationships made effects on civilization, cultures, traditions and specially on language. When oil was discovered in the Arab countries, the Arab rulers said welcome to the talent from all over the world with an open hearted. Apart from the rest of the world many Pakistani, Indian and Bangladeshi people went to the Arab countries and today the world is in wonder to saw the such of masterpieces that created by talented people. The individual strength of Pakistan and India has renovated the Arab countries. And profound effect on the culture and civilization specially on the language side which stands Urdu on 2nd number as a spoken language in the Arab countries. Urdu fiction and poetry has been written in the Arab countries for many years and this Urdu literature is a piece of art. Thanking in anticipation.

Keywords: Pre-Islamic, Post-Islamic, Travelers, Trade, Coasts, Flourished, Civilization, Language, Discovered, Open-Hearted, Talent, Masterpiece, Individual, Strength, Renovates, Widely Purpose, Ancient, Spreading, Advent, Coast, Political, Civilization, Flourished, Tradition.

اردو ہماری قومی زبان ہے۔اس کی حفاظت، ترویج اور اشاعت ہم سب کا فرض ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جو قومیں اپنی زبان کی حفاظت کرتی ہیں۔ وہ دنیا میں ہمیشہ عروج سے ہمکنار ہوتی ہیں۔اس کے برعکس جو قومیں اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتیں،وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔درحقیقت دنیا کے کسی بھی خطے کی زبان اور اس سے جنم لینے والا ادب وہاں کے رہنے والوں کی تہذیب وتمدن، رسم رواج اور رہن سہن کا عکاس ہوتا ہے۔اردو زبان وادب بھی برصغیر پاک وہند کے رہنے والے مسلمانوں کا نا صرف تہذیبی وتمدنی ورثہ ہے بلکہ اردو زبان وادب کی تاریخ مکمل اور مبسوط حوالوں سے پُر ہے۔دنیا بھر میں اردو زبان کا شمار تیسرے نمبر پر سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں میں ہوتا ہے لیکن عرب ممالک میں دوسرے نمبر پر بولی جانے والی زبان اردو ہے۔دنیا بھر میں اردو زبان میں تخلیق ہونے والا ادب عالمی سطح پر مقبولیت حاصل کر رہا ہے اور خصوصاً عرب کے صحراؤں میں اردو زبان وادب اپنی خصوصی بہار اور چھب دکھا رہا ہے۔

بلاد عرب میں اردو زبان وادب کا فروغ کسی شعوری یا حکومتی وسرکاری سطح پر ہونے والی کوششوں کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ انفرادی کوششوں کا ثمر ہے۔درحقیقت عرب ممالک میں معاش کی غرض سے آنے والے افراد نے دنیائے عرب میں جہاں اپنی محنت وعظمت کے شاہکار دبئی میں کھڑی فلک بوس عمارتوں، برج خلیفہ کی صورت میں تعمیر کئے وہاں اردو زبان وادب کے ایسے ایسے فن پارے بھی تخلیق کیئے کہ دنیائے ادب ان پر نازاں ہے۔ عرب ممالک میں تخلیق ہونے والا (نثری وشعری) ادب فنی وشعوری اعتبار سے بے مثال ہے۔یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اردو زبان وادب کے پودے کی اصل جڑیں پاک وہند کی سرزمین میں ہیں۔لیکن جب یہ پودا عرب ممالک کی سرزمین میں پہنچا تو صحراؤں کی جھلسا دینے والی دھوپ اور مشقت کی چکی نے ہجرت کے کرب، اپنوں کی دوری اور شناخت کی تلاش جیسے عوامل نے اس پودے کی آبیاری کی۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ یہ بار آور درخت کی صورت اختیار کر گیا۔

بلاد عرب میں جنم لینے والے اردو وادب کے خمیر میں مذکورہ موضوعات رچ بس گئے ہیں۔لہذا زیادہ تر تخلیقات انہی مذکورہ بالا موضوعات کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔بلاد عرب میں تخلیق ہونے والا ادب ہیت کے نئے تجربوں کے ساتھ روایتی پابندیوں اور جدید سانچوں میں ڈھلا ہوا ہے اس میں مقامی زبان، تہذیب وتمدن اور مزاج نے اپنا اثر دکھایا ہے۔یہ ادب ہیتی اعتبار کی نسبت فکری اعتبار سے زیادہ متعبر ہے کیونکہ ناسازگار حالات میں جنم لینے والے شاہکار ہی درحقیقت اپنے خالق کی عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔عرب ممالک میں تخلیق ہونے والے ادب کے بنیادی ماخذوں کا جائزہ لیا جائے تو تحقیقی محاکمے کے دوران تنقیدی اعتبار سے مثبت زاویوں کو سامنے رکھنا اہمیت کا حامل ہے کیونکہ بنجر زمین میں اگنے والی سرسبز وشاداب کھیتی ایک قابل تحسین عمل ہے بنسبت زرخیز زمین میں جنم لیتی لہلہاتی فصل کے اس لئے کہ دونوں کے حالات اور فضا مختلف ہے چنانچہ اردو وادب کے امکانات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ عرب ممالک میں جنم لینے والا ادب خواہ نثری ہو یا شعری کسی بھی طور پاکستان میں تخلیق ہونے والے موجودہ ادب سے کم نہیں بلکہ یہ جدید دور کا استعارہ ہے اور اس کے امکانات روشن تر ہیں۔

عرب ممالک میں تخلیق ہونے والے اردو وادب پر کماحقہ بحث کرنے سے پیشتر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عرب ممالک میں اردو زبان وادب کے ارتقاء وپس منظر پر ایک مختصر نظر ڈالی جائے تاکہ اردو وادب کی تصنیفات کو بخوبی پرکھا جاسکے۔عرب ممالک میں اردو زبان وادب کا ارتقاء اس زمانے میں ہوا جب عرب ممالک کے برصغیر پاک وہند کے ساتھ تجارتی تعلقات استوار ہوئے تھے۔اگرچہ اردو زبان وادب کی بنیادی جڑیں برصغیر پاک وہند کی سرزمین میں ہیں لیکن یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عرب وہند کے روابط کے ذریعے اس کا بیج عرب سرزمین میں پہنچا پھر عرب کے صحراؤں میں صدیوں کا عمل اس کے وجود کو تلاشتا رہا گویا اردو زبان اپنے ارتقائی مراحل میں تھی جب عرب ممالک میں اس کا پودا نمودار ہوا۔ صحراؤں کی جھلسا دینے والی دھوپ، مشقت کی چکی، ہجرت کے کرب، اپنوں کی دوری اور شناخت کی تلاش جیسے عوامل نے اس پودے کی آبیاری کی۔

عرب اور ہند کے قدیم روابط کی کڑی زمانہ قبل از اسلام ملتی ہے۔ عربوں کو ابتداء ہی سے تجارت کا شوق تھا اور اسی تجارت کے شوق نے عربوں کو دنیا کے تمام بڑے علاقوں کا سیاح بنا ڈالا۔اس کے بعد اسلام کی آمد کا نور پھیلا اور آمد ورفت کا اہم مقصد اسلام کی ترویج واشاعت ٹھہرا۔

”ہندوستان میں عربوں کی آمد ورفت قدیم زمانے سے ہے ظہور اسلام سے قبل عرب بغرض تجارت ہندوستان آتے رہے۔ بعدازاں اسلام کی ترویج واشاعت اس آمد ورفت کا ایک اہم سبب ٹھہرا۔“(۱)

اسلام کی آمد سے قبل تاجر ہندوستان کے ساحلوں پر تجارت کی غرض سے آتے جاتے تھے۔ عرب تاجر ہندوستان سے بے شمار اشیاء اپنے وطن لے کر جاتے تجارت کا تبادلہ دونوں سمتوں سے ہوتا تھا۔ اسلام کی آمد کے بعد دنیا کے مختلف حصوں میں آمد ورفت کا مقصد اسلام کی ترویج واشاعت تھا لہذا بہت سے عرب مسلمان مکران کے ساحلی علاقوں میں آکر آباد ہوگئے تھے۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فتح سندھ سے پہلے ہی اسلام کے اوائل میں بہت سے مسلمان عرب قبائل مکران کے ساحلوں سے ہوتے ہوئے سندھ کے مختلف علاقوں خصوصاً ٹھٹھہ آباد ہوگئے تھے۔

”ایک روایت کے مطابق فتح سندھ سے قبل عرب مسلمان سندھ میں بستے تھے۔ پانچ سو عرب مسلمان حکمران سندھ میں آکر آباد ہوگئے تھے۔ دیبل کی بندرگاہ کی وجہ سے بھی سندھ میں مسلمان آباد تھیں، ٹھٹھہ کے قریب مکلی کے قبرستان میں صحابی رسول اور تابعین کی قبروں کی روایتیں ملتی ہیں۔“(۲)

تاریخ میں محمد بن قاسم کی سندھ میں آمد کو برصغیر میں اسلام کی آمد خیال کیا جاتا ہے۔

”محمد بن قاسم نے ۱۷ سال کی عمر میں سندھ فتح کرکے ہندوستان میں اسلام کو متعارف کرایا۔۔۔۔اور اسی لئے سندھ کو باب اسلام کہا جاتا ہے کیونکہ ہندوستان پر اسلام کا دروازہ کھلا۔“(۳)

جدید تحقیق اس بات کی گواہ ہے کہ سندھ میں اسلام محمد بن قاسم کی آمد سے نہیں پھیلا بلکہ سندھ میں اسلام کی آمد اس وقت ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کے ہاتھ اپنا نامہ مبارک ارسال فرمایا۔ پانچ صحابہ کرامؓ سندھ میں نیرون کوٹ (حیدر آباد تشریف لائے اور اہل سندھ نے اسلام قبول کیا۔

”روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانچ اصحاب کے ہاتھوں اہل سندھ کے پاس اپنا نامہ مبارک روانہ فرمایا۔ جب یہ حضرات سندھ میں نیرون کوٹ (حیدرآباد) میں آئے تو وہاں کے کچھ لوگ مسلمان ہوگئے۔ پھر ان میں سے دو صحابہؓ واپس چلے گئے اور اہل سندھ نے کھل کر اسلام قبول کیا اور باقی تین حضرات نے سندھیوں کو تفصیل سے اسلام کے احکامات سنائے اور یہیں انتقال کیا۔ ان صحابہ کرامؓ کی قبریں آج تک موجود ہیں“۔(۴)

تاریخ گواہ ہے کہ عرب اور ہند کے روابط قبل از اسلام اور بعد از اسلام سے ہیں۔ جب خلافت راشدہ کے زمانے میں ۲۱ھ میں مکران فتح ہوا تو ہندوستان کے عربوں کے ساتھ باقاعدہ روابط اور سیاسی تعلقات پروان چڑھے۔

”تجارت کے علاوہ عربوں کے ہندوستان پر حملوں کو بھی تاریخ میں عربوں کی آمد کی وجہ بتایا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں عرب جہازوں کے بیڑے ساحل پر آئے۔ جہاں آج بھی ممبئی کا پر رونق شہر آباد ہے تھانہ ”تانہ“ ایک چھوٹا سا بندر تھا۔ ۱۵ھ بمطابق ۶۳۲ء میں اس بندرگاہ پر عربوں نے بحرین کے گورنر کے حکم پر پہلا حملہ کیا۔ اس زمانے میں ایک دوسرے عرب مغیرہ نامی شخص نے دیبل پر جو سندھ کی بندرگاہ تھی۔ جو ٹھٹھہ یا موجودہ کراچی کے قریب تھی، حملہ کیا۔ اس کے چند برس بعد حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں ایک دریائی دستہ اس بندرگاہ کی دیکھ بھال کرکے واپس چلا گیا۔“(۵)

عرب وہند تعلقات وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے گئے۔ زمانہ قبل از اسلام کی نسبت بعد از اسلام یہ تعلقات زیادہ مضبوط دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ اب تعلقات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کی چاہت تھی۔ یوں دنیا اسلامی تہذیب وثقافت اور روایات سے متعارف ہونے لگی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں جب دریائی دستہ اس بندرگاہ کی دیکھ بھال کے بعد واپس گیا تو حضرت علی رضہ اللہ عنہ کے عہد میں ایک عرب سردار کو بھیجا گیا۔

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد ۳۹ھ بمطابق ۶۶۰ سے ایک عرب سردار باقاعدہ ان اطراف کی نگرانی کرنے لگا اور آخر وہ مارا گیا۔ ۴۴ھ بمطابق ۶۶۵ء میں امیر معاویہ ؓ نے مہلب نامی سردار کو سندھ کی سرحد کا نگران بنا کر بھیجا۔" (۶)

یہ وہ دور تھا جب فتوحات اپنے عروج پر تھیں۔ جزیرہ عرب کے مسلمانوں کی فتوحات کی حدود وسیع تر ہوتی جا رہی تھی۔ دنیا اسلام کا قلعہ بنتی جا رہی تھی اور مذہب کے ساتھ ساتھ اسلامی تجارت کے طور طریقوں اور روایات کو فروغ ملنے لگا۔ دنیا مسلمانوں کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر زانوئے ادب تہہ کرنے لگی۔

۸۶ھ بمطابق ۷۰۵ء میں جب ولید اموی تخت پر بیٹھا تو اس نے حجاج بن یوسف کو عراق، ایران، مکران اور بلوچستان (ریاست کے مشرقی مقبوضات) کا نائب بنا کر بھیجا تو اس نے ہندوستان اور اس کے جزیروں کے ساتھ اپنے تعلقات مزید مضبوط کئے۔ عرب تاجر ہندوستان کے ساحلوں سے آتے تو بحری قزاق ان قافلوں کو لوٹ لیتے۔ انہی دنوں مشہور تاریخی واقعہ پیش آیا۔ جب سری لنکا میں مقیم کچھ عرب تاجروں کا انتقال ہوا تو وہاں کے راجہ نے عورتوں اور بچوں کو ایک جہاز کے ذریعے عراق روانہ کیا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے انہیں لوٹ لیا۔ عورتوں نے حجاج کو دہائی دی۔ جس پر حجاج بن یوسف نے اپنے ۱۷ سالہ بھتیجے محمد بن قاسم کو عورتوں اور بچوں کی فریاد رسی کے لئے سندھ بھیجا۔

محمد بن قاسم کی وفات کے یکے بعد دیگرے کئی گورنر آتے رہے۔ جب ۱۳۳ھ بمطابق ۷۵۱ء میں اموی حکومت کی جگہ عباسی حکومت آئی تو اس نے دارالخلافہ شام کی بجائے عراق کو مقرر کیا اور یوں اس انقلاب نے ہندوستان اور عرب کو مزید قریب کر دیا۔ لیکن سلطنت عباسیہ معتصم باللہ کے عہد حکومت تک مضبوط رہی۔ اور ۲۲۷ھ میں اس کی وفات کے بعد سلطنت روز بروز کمزور تر ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ ہندو راجاؤں نے پھر سے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اب صرف دو مشہور مسلمان عرب ریاستیں ایک ملتان میں اور دوسری سندھ کے مغربی شہر منصورہ میں قائم رہ گئی تھیں۔ جن میں بہت سے لوگ تجارت کی غرض سے یمن و حجاز آ کر آباد ہو گئے تھے۔ یوں بھی کچھ عرب مسلمان پہلے سے ساحلوں پر آباد تھے۔ لہٰذا اس طرح ہندوستان میں عربوں کی مزید آبادیاں قائم ہوئیں اور عرب و ہند کے تعلقات کو مزید فروغ ملا۔

عربوں کی ان قائم شدہ آبادیوں سے برصغیر پاک و ہند کے علاقوں میں موجود افراد خصوصاً مسلمانوں کا آپس میں میل جول بڑھتا گیا۔ تجارتی امور انجام پانے لگے حتیٰ کہ ان تعلقات کے گہرے اثرات تہذیب و تمدن، فن ثقافت، روایات اور خصوصاً زبان پر دکھائی دیتے ہیں۔

عربی کے بے شمار الفاظ اردو زبان میں موجود ہیں۔

عرب، پاک و ہند کے تعلقات وہ کڑی ہیں جو زنجیر کو طویل اور مضبوط کرتے ہیں۔ سعودی عرب، عمان، متحدہ عرب امارات اور مصر کے علاقوں میں اردو زبان کا آغاز وارتقاء اسلام اور تجارت کے باہمی مقاصد کے زیر اثر وجود میں آیا۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ برصغیر سے آنے والے پہلے فرد نے جب سرزمین عرب پر قدم رکھا تو عرب ممالک میں اردو زبان کی ابتداء ہوئی۔ تاریخ شاہد ہے کہ اردو ادب کی باقاعدہ ابتداء عرب خطوں میں تیل کی دولت دریافت ہونے کے بعد عمل میں آئی۔ محنت کش طبقہ جب دن بھر کام کرنے کے بعد تھک جاتا تو آپس میں مل بیٹھتا اور اپنی دھرتی ماں اور پیاروں کی جدائی کا روگ انہیں گیت الاپنے کی طرف مائل کر دیتا اور یوں دن کی بھر کی تھکن شعر وشاعری میں ڈھل جاتی۔ اعصاب اور روح اس عمل سے یک گونہ سکون پاتے اور سکون حاصل کرنے کا یہ عمل اردو ادب کی تخلیق کا باعث بنا اور یوں اردو ادب تخلیق ہونے لگا۔

عرب ممالک میں جب تیل کی دولت دریافت ہوئی تو عرب حکمرانوں نے دنیا بھر کے ہنر مندوں کو کھلے دل سے خوش آمدید کہا اور یوں ویران صحراؤں کو گلزاروں میں تبدیل کرنے کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے لگا۔ دنیا کے باقی خطوں کے علاوہ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش سے بہت سے ہنر مند افراد نے عرب ممالک کا رخ کیا اور آج دنیا ورطۂ حیرت میں مبتلا ہے کہ ہنر مندوں کے ہنر نے کیا شاہکار تخلیق کئے ہیں کہ جنگل میں منگل کا سماں ہو گیا ہے۔

> "When oil was discovered in Abu-Dhabi in 1958, economic matters Began to improve. The first commercial Field entered production in 1962 from Off shore umm shaif field, and then from on shore at Bab. On August 9,1966- Sheikh Shakbut gave control Of Abu-Dhabi to his younger brother." (7)

۱۹۶۷ء میں شیخ زاہد نے تیل سے حاصل ہونے والا سرمایہ عمارات، ائرپورٹ، بندرگاہوں، شاہراؤں، سکولوں، ہسپتالوں، شجرکاری اور العین چڑیا گھر بنانے کے لئے مختص کیا۔ عرب ممالک کا اتحاد ہوتے ہی خطے کی تقدیر بدلنے لگی اور تیل کی بدولت حاصل ہونے والی رقم ترقیاتی کاموں پر خرچ ہونے لگی۔ دنیا بھر سے ہنر مندوں نے لق ودق صحراؤں اور ویرانوں کو گل وگلزار میں تبدیل کر دیا۔ عرب ممالک میں تیل کی بدولت وہ خوشحالی آئی ہے کہ بلند وبالا فلک بوس عمارتیں اپنی بہار دکھا رہی ہیں۔ عرب ہند کے تعلقات کو مزید مضبوط بنانے میں پاک وہند کی افرادی قوت نے بھی اپنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاک وہند کی افرادی قوت جہاں عرب ممالک کی تزئین وآرائش کرتی ہے۔ وہاں تہذیب وثقافت پر بھی گہرا اثر ڈالتی ہے۔ یہ بات طے ہے کہ عرب ممالک میں ہنر مندوں کی آمد سے قبل تجارتی تعلقات نے اردو زبان کو عرب کے ساحلوں تک پہنچایا۔ لیکن ہنر مندوں نے اس زبان کو اندروں عرب ایک شمع کی مانند روشن کیا۔ اس کی واضح مثال عرب ممالک کے شہروں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ سعودی عرب ہو یا متحدہ عرب امارات، عمان ہو یا مصر ان تمام عرب ممالک میں مقامی لوگ اردو زبان روانی سے بولتے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اردو ان ممالک کے لئے نئی یا اجنبی زبان نہیں ہے۔ اردو لشکری زبان ہے (جس میں عربی کے الفاظ بھی شامل ہیں)۔ آج اردو عرب خطے میں رچ بس گئی ہے آج کل عرب ممالک میں عربی کے بعد سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان اردو ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ بلاد عرب میں اردو زبان وادب کا وجود کسی خاص نظریے یا خصوصی سرپرستی کے زیر اثر وجود میں نہیں آیا بلکہ پردیس میں دن بھر محنت ومزدوری کرنے کے بعد جب بدن تھکاوٹ اور دل اپنوں کی دوری کے احساس سے بوجھل ہوتا ہے تو فن وجود میں آنے لگتا ہے۔ فنکار حساس ہوتا ہے۔ معاشرے کی گراوٹوں ناانصافی اور ظلم کو ایک عام انسان کی نسبت دوگنا محسوس کرتا ہے۔ ایسے میں تلخ حقائق کی بدولت وجود میں آنے والا ادب فن کا نمونہ اور شاہکار ہوتا ہے۔ درحقیقت شعر وادب کا لسانی وادبی ابلاغ ہی کسی فن پارے کے دوام کا باعث بنتا ہے اردو زبان وادب کے حوالے سے یہ بات روز روشن کی طرح کھلی اور الم نشرح ہے، کہ دیار غیر میں خصوصاً عرب ممالک میں اردو کی ابتداء اور آغاز ہجرت کرنے والے غریب مزدوروں اور وطن سے دور تھکے ہارے پردیسیوں کا مرہون منت ہے۔ کیونکہ انفرادی جذبوں کی آنچ نے اجتماعی دائرے کو اپنی لپیٹ میں لیا اور یوں خواہشوں پر پڑی تھکاوٹ کی برف پگھلنے لگی اور غیر ارادی طور پر ادب تخلیق ہونے لگا۔ دل کی آرزوئیں، مجبوریاں، اپنوں سے دوری، پردیس میں کم حیثیتی، ہجرت کا دکھ اور معاش کے لئے جانوروں کی طرح دن رات کام کرنا، ان سب احساسات نے لفظوں کو گویائی بخشی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے آپس میں یہ محفلیں انجمنوں کی صورت اختیار کر گئیں اور الفاظ کاغذوں پر بکھرنے لگے۔ اس طرح اردو ادب کا دامن زرنگار ہونے لگا۔ شعری ونثری کتب کا ابلاغی پہلو بڑا ہی موثر اور جاندار ہے۔ زندگی کے تمام مسائل اور وسائل سے بھرپور نظریات اردو ادب میں روح پھونک دیتے ہیں۔ یوں ضمیر کی عدالت لگ جاتی ہے اور انسانیت اپنی معراج کو پہنچ جاتی ہے۔

عرب ممالک میں تخلیق ہونے والا نثری ادب مختلف جہات کا عکاس ہے۔ اگرچہ نثری ادب کی نسبت شعری ادب وافر مقدار میں ملتا ہے۔ جبکہ نثری کتب خال خال دکھائی دیتی ہیں۔ عمان مسقط میں ''عہد وفا کی کہانی'' جو عزت مآب سلطان قابوس بن سعید المعظم حفظ اللہ پر سالم بن عبداللہ بن ناصر آل عبدالسلام حفظ اللہ نے لکھی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ امیر حمزہ نے کیا ہے۔ عمان میں نثر کے علاوہ شعری کتب بھی گنی چنی ہیں۔ قمر ریاض کا شعری مجموعہ ''جیون تتلی اداس'' اور ناصر معروف کا شعری مجموعہ ''تری آرزو ہی'' اور ''اپنے زخم مجھے دے دو'' ابلاغی پہلو کے شاہکار ہیں۔ سعودی عرب میں تخلیق ہونے والے نثری ادب میں شاہین نظر کا افسانوی مجموعہ ''سر کٹے لوگ'' علیم خان فلکی کا ''مرد جسم بیچتے'' ہیں۔ قدسیہ ندیم لالی کے فکا ہیے ''مسکراہٹوں کی اوٹ میں'' محمد ظہیر احمد ڈاکٹر کی کتاب ''آنکھ کے لطائف'' نادر خان سرگروہ کی طنز ومزاح پر مبنی کتاب ''باادب بامحاورہ ہوشیار'' تبسم محسن علوی ''دکھ روپڑے'' اور یوسف مرزا کی کتاب ''بات چلی نکلی'' شامل ہے۔ ان کتب کے موضوعات الگ الگ اور ابلاغی پہلو بھی جدا جدا ہیں۔ سعودی عرب میں شعری کتب نثری کتب سے زیادہ اور وافر مقدار میں ملتی ہیں۔ تزئین انصاری کی ''پوری گواہی'' حنیف ترین ''کشت غزل نما'' سہیل ثاقب ''میری آنکھوں میں'' اور ''سب کہنے کی باتیں'' شاہد نعیم ''گیت اردو کے'' شمع ظفر مہدی ''ماہ گرفتہ'' قمر حید قمیر سید ''ہوا پر دستخط'' ''چراغ سادہ آدمی'' قیوم واثق ''آئینہ صدر نگ'' محسن علوی ''نور کا ہالہ'' محمد مختار علی ''کتاب آئندہ'' مجاہد سید ''جہات'' منظر عاشق ہرگانوی ''ترسیل'' منور ہاشمی ''بے ساختہ'' نسیم سحر ''دریچۂ شب''، ''روشندان میں چڑیا'' اور ''یہ جو سلسلے ہیں کلام کے''، نعیم حامد علی الحامد ''عکاظ غزل'' نور محمد جرال ''عین نور'' اور یوسف مرزا کی ''بات چل نکلی'' شامل ہیں۔

متحدہ عرب امارات میں بھی نثری کتب کی نسبت شعری اظہار زیادہ دکھائی دیتا ہے، نثری کتب میں اسلام عظمی کا ناول ''دکھ دان'' ہے۔ ہارون پاشا کی کتاب ''جان پہچان''، جس میں متحدہ عرب امارات میں مقیم اہم پاکستانیوں کے دلچسپ تفصیلی تعارفی خاکہ ہیں۔ اس کے علاوہ شیخ محمد پرویز اور طاہر منیر طاہر کی مشترکہ کاوش ''متحدہ عرب امارات کے 100 معروف پاکستانی'' سید قمر حیدر قمر، شمس الحق، نوشاد، ڈاکٹر راشد فضلی اور بشیر مرزا کی مشترکہ مرتب شدہ کتاب ''مشرق وسطی میں اردو'' اسلام اعظمی کی ''بے

ساختہ ''(مضامین) ڈاکٹر طاہر نقوی کی مرتبہ ''لوحِ شیشۂ دل ''(ابوالا امتیاز ع۔ س۔ مسلم) مولانا صفی الرحمن، ''تاریخ مکہ مکرمہ ''، محمد کبیر خان، ''ایک ذرا افغانستان تک ''، محمد ظہیر بدر، ''نابغہ عصر، ''واصف علی واصف ''مردان کہسار ''''محبتیں ادھوری ''اور فیاض ظفر کا ناول ''خالی ہے جیب گل ''بھی خاصے کی چیزیں ہیں۔ یہ نثری ادب، ابلاغ کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے۔

متحدہ عرب امارات میں شعری زمین زرخیز اور بار آور ہے۔ اسلام عظمی کے شعری مجموعے ''ریت اور شبنم ''''بے ساختہ '' ''اڑانوں کا ہرا موسم ''''رخت ''''تسنم عابدی ''تماشا ''''صحرا آنکھیں تنہائی ''''ثروت زہرا ''''جلتی ہوا کا گیت ''جاوید اکبر ''بارش کے بعد بارش ''خورشید ''کرب مسلسل رینت کو ثرلا کھانی ''من کا بن ''متحدہ عرب کے مقامی شاعر ڈاکٹر زبیر فاروق ''رقص کناں سایہ '''' غم کے خدوخال ''متحدہ عرب امارات کے دوسرے مقامی شاعر عبدالحمید امیری، ''عشق کے آنسو ''''پری زاد اور میں '' سلیمان جاذب ''تیری خوشبو ''اور سانحہ پشاور پر مرتبہ کتاب ''قتل گل ''سید صغیر احمد ''خوابوں سے رشتہ ٹوٹ جائے گا ''سعید قیس دیوار و در، سعید پروری ''قربتوں کے چراغ '' سحر تاب رومانی، ''گفتگو ہونے کے بعد ''اور ''ممکن ''سجاد بابر ''مراحل ''ظہور الاسلام جاوید ''موسم کا اعتبار نہیں ''عزیز قریشی ''ابھرتے نقش ''، فرزانہ سحاب ''گریز ''''کاش ''اور ''شہر ذات، ''یعقوب تصور ''صحرا میں جگنو ''سیپوں کی قید میں ''اور ''انحراف ''، فقیر سائیں، ''اپنے گریبان کا سفر ''اور صباحت عاصم واسطی، ''ترا احسان غزل ''ہے۔

مسقط عمان سے ناصر معروف ''اپنے زخم مجھے دے دو ''قمر ریاض ''جیون تتلی اور میں ''کے شعری مجموعے عرب ممالک میں اردو کی آبیاری میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ عرب ممالک میں بسنے والے افراد مختلف مسائل کے دلدل میں پھنسے اذیت میں دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی شخصیت ٹکڑوں میں بٹ کر منقسم ہو جاتی ہے۔ حال، ماضی اور مستقبل کے خانوں میں بٹی یہ شخصیت اپنی تہذیب، سماج، معاشرت اخلاق اور مذہب کے دائروں میں گھومتی باہمی رشتوں کے درمیان بکھری یادوں کو سمیٹی ہے۔ ایسے میں شعراء لسانی تشکیلات کا سہارا لے کر قدیم کو جدید کے رنگ میں خصوصاً نئے تجربات سے حاصل ہونے والے نتائج کو رقم کرتے ہیں۔ یوں شاعری احساسات وجذبات سے گزرتے ہوئے واردات سے جگ بیتی کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور جذبات شعری تشکیل کا ذریعہ بن کر لسانی تشکیل کو گل رنگ کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر سعادت سعید اپنے مضمون نئی شاعری ایک جدلیاتی محاکمہ میں لکھتے ہیں:

> **''لسانی تشکیلات کے نظریے۔۔۔۔۔ کے تحت شاعر نہ تو معاشرتی صورت حال سے اپنا رشتہ منقطع کرتا ہے، اور نہ ہی اس کے ہاں سماجی عمل سے گریز ہوتا ہے۔۔۔۔۔ یہ کیفیت شدید قسم کے ذاتی رد عمل سے جنم لیتی ہے۔ معاشرے اور فرد کے ٹکراؤ اور تصادم سے تقویت حاصل کرتی ہے۔ لسانی تشکیلات کی حیثیت بطور طریق کار کے ہے۔ اس طریقہ کی ضرورت نئی پیچیدہ صورت حال سے پیدا ہوتی ہے۔ لسانی تشکیلات میں زبان کے تحویلی یا سائنسی استعمال کے بجائے وجدانی اور علامتی استعمال کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس میں جذبے اور فکر کی ایک دوسرے میں مدغم اور پیوست صورتوں کی کارفرمائی ہوتی ہے جذبہ اور فکر جو نئے دور کی انسانی ذہن کی پیچیدگیوں اور ابہام کی تہہ در تہہ کی بدولت الجھے ہوئے اور پیچیدہ ہیں۔''(8)**

نئی نسل اور نئے دور کے تقاضے لسانی تشکیلات کو جنم دیتے ہیں۔ جذبوں اور فکر میں گھرے ہوئے مسائل یا مسائل میں گھرے ہوئے جذبے اور فکر ذہن انسانی کے الجھاؤ میں اضافہ کرتے ہیں۔ ابہام کی کیفیات دوچند ہونے پر وجدانی اور علامتی اظہار جنم لیتا ہے۔ استعارے تخلیق ہونے لگتے ہیں اور مافی الضمیر، وجدان اور علامت کے پنڈولم میں جھولتا نظر آتا ہے۔ عرب ممالک میں عمومی ابلاغ کے لسانی حوالوں میں عام بول چال کا ڈھانچہ سامنے آتا ہے، مختلف لہجوں میں گھرا یہ ڈھانچہ قواعد کے نئے سانچے بھی سامنے لاتا ہے۔ پاک وہند اور عرب کے اختلاط سے جنم لینے والا مشترکہ لسانی وجود جہاں اردو ادب کے دامن کو وسیع کرتا ہے وہاں اردو کے روشن مستقبل کی نوید بھی دیتا ہے کہ اردو زبان وادب کے دامن میں نئی کہکشائیں ابھرنے والی اور نئے جہاں دریافت ہونے والے ہیں۔

عرب ممالک میں اردو کے مطبوعہ ذرائع ابلاغ اور اخبارات و جرائد اگرچہ کم ہیں اور تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مثلاً عمان سے آج تک اردو کا کوئی اخبار نہیں نکلا۔ مصر میں جہاں اسلامی اور اردویات (قاہرہ) ہیں۔ "جہاں اسلامی" مصر سے نکلنے والا پہلا اردو رسالہ ہے جو ۱۹۳۰ء میں گجرات سے تعلق رکھنے والے ابو سعید عربی نے قاہرہ سے جاری کیا۔ یہ رسالہ بیک وقت اردو، عربی اور ترکی زبانوں میں شائع ہوتا تھا۔ اس کا مقصد مسلمانوں میں خصوصاً ہندوستان میں آزادی کا جذبہ پیدا کرنا تھا۔ اس میں شائع کردہ مضامین زیادہ تر انگریزوں کی مخالفت میں ہوتے تھے۔ انگریزوں کا برصغیر پر ناجائز تسلط اور مسلمانوں سے نارواسلوک پر اس رسالے میں کھل کر تنقید کی جاتی تھی انگریز سے نفرت کے جذبات اور جذبہ آزادی جب کھل کر سامنے آیا تو انگریزوں نے اس رسالے کا داخلہ ہندوستان میں ممنوع قرار دے دیا۔ اور پھر اس رسالے کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔ ۱۹۳۰ء میں ہی محمود احمد عرفانی نے "اسلامی دنیا" کے نام سے اردو کا پہلا اور آخری اخبارہ قاہرہ سے شائع کیا۔ اس اخبار کے ذریعے وہ ہندوستانی مسلمانوں کو اسلامی دنیا سے متعارف کرانا چاہتے تھے۔ قاہرہ سے نکلنے والا "اسلامی دنیا" اردو کا وہ واحد اخبار ہے جو عرب ممالک میں کم عرصے میں اپنی ایسی شناخت چھوڑ گیا اور اردو کی ایسی شاندار روایت کو جنم دیا۔ جو آج بھی مصر کی ادبی ولسانی تاریخ میں نظر آتی ہے۔

متحدہ عرب امارات سے یکم نومبر ۲۰۰۴ء کو اردو کا پہلا اخبار "اردو پوسٹ" کے نام سے جاری ہوا۔ یہ اخبار بارہ صفحات پر مشتمل تھا۔ اس کے پہلے صفحے پر انڈیا، چوتھے صفحے پر پاکستان کی خبریں جبکہ باقی صفحات پر دبئی اور باقی امارات کی خبریں شائع کی جاتی تھیں۔ حیدر آباد انڈیا اس اخبار کا ہیڈ دفتر ہوتا تھا اور ایس۔ اے خان نیئر اس کے چیئرمین تھے۔ ۸۵ لاکھ اردو کمیونٹی افراد جو متحدہ عرب امارات میں اس وقت مقیم تھے جن میں ۵۵ لاکھ پاکستانی بھی شامل ہیں۔ جو کہ متحدہ عرب امارات کی کل آبادی کا ۸۰ فیصد حصہ بنتے ہیں۔ یہ اخبار اردو بولنے والوں اور یو۔ اے۔ اسی کے مقامی لوگوں میں رابطے کا کام کرتا تھا۔ اس کی قیمت مقامی اخبارات کے مقابلے میں آدھی رکھی گئی جو کہ ایک درہم فی اخبار تھی۔ متحدہ عرب امارات میں اردو اخبارات میں "الشرق" نمایاں مقام رکھتا ہے۔ یہ گزشتہ کئی دہائیوں سے چھپ رہا ہے اور عوام کی توجہ کا مرکز ہے۔ اس کے علاوہ روزنامہ "پکار" آن لائن سروس کے ذریعے تیزی سے شہرت حاصل کر رہا ہے۔ امارات میں پاکستانی اخبارات و جرائد بھی سٹالوں کی زینت بنتے ہیں۔ محمد کبیر خان اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> **"عرب امارات میں پاکستان کے ساتھ روزنامے، تیرہ ہفت روزے، دس ماہنامے اردو رسائل اور متعدد ادبی جرائد باقاعدگی سے فروخت ہوتے ہیں۔ کئی اخبارات کے نمائندے یہاں مقیم ہیں۔ جبکہ ایک روزنامے کی یہاں سے اشاعت واجرا کی کوششیں بھی کی جا رہی ہیں اور توقع ہے کہ جلد ہی یہاں سے اردو روزنامہ جاری ہو جائے گا۔ پاکستانی جرائد کے علاوہ بھارتی اردو رسائل بھی عام بکتے ہیں۔(9)**

محمد کبیر خان کے مذکورہ بالا بیان میں جس اردو روزنامہ کے جاری ہونے کی نوید سنائی گئی ہے وہ روزنامہ "اردو پوسٹ" ہے یہ اردو کے لکھاریوں کے لیے وسیع ادبی میدان، خبروں کے شائقین کے لیے بہترین خبر گاہ اور کاروباری و تجارتی حضرات کے لیے معاشی تسکین کا باعث اور کھلاڑیوں کے لیے کھیلوں کے ذوق کی آبیاری کرتا ہے۔ متحدہ عرب امارات میں روزنامہ "پکار" بھی اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے عمان مسقط میں عذرا صاحبہ روزنامہ "پکار" کی نمائندہ کے طور پر کام کر رہی ہیں۔

متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے اخبارات میں "ڈیلی ایکسپریس، "سمندر پار" "الشرق" اردو دنیا اور رسالہ "آئینہ" ہیں۔ جس میں پاک و ہند کے علاوہ متحدہ عرب امارات کے مقامی شعراء اور ادباء کی کاوشیں شامل کی جاتی ہیں۔ متحدہ عرب امارات سے نکلنے والے رسالے "گل صحرا" شیخ خلیفہ بن زاہد عرب پاکستان کالج، عالمی اردو مشاعرہ ابوظہبی، ۲۰۱۵، ۲۰۱۴، ۲۰۱۳ء، ۲۰۱۲ء ظہور الاسلام جاوید، مشتاق احمد یوسفی، پاکستان دوبئی ایسوسی ایشن، مشاعرہ زندہ دلاں شفا میڈیکل سنٹر، جشن کیفی ۱۹۹۵ء مدیر وسیم الحق چستی، جشن محشر ۱۹۹۴ء، مشاعرہ جشن آزاد ۱۹۹۳ء مدیر وسیم الحق چشتی، جشن قتیل ۱۹۹۲ء مدیر جشن غزل ۱۹۹۱ء جشن مجروح ۱۹۹۱ء مشاعرہ جون ایلیا ۱۹۹۰ء مدیر وسیم الحق چشتی، جشن عالی ۱۹۸۹ء نجم الھدی عالمی سیمینار مشاعرہ ۱۹۸۸ء، احمد ندیم قاسمی، مشاعرہ جشن فراز ۱۹۸۸ء سلیم جعفری، وسیم الحق چشتی، مشاعرہ ۱۹۸۶ء بیاد فیاض، عالمی مشاعرہ جشن فراز ۱۹۸۱ء بزم ادب الامارات سعودی عرب سے نکلنے والے رسائل میں حصار، سحاب، جدہ سحاب، دمام، نسیم سحر، اوراق طیبہ کل ہند مشاعرہ ۱۹۹۹ء جدہ مشاعرہ متھاب قدر ۲۰۱۰ء جدہ حالات نو سفارت خانہ پاکستان ریاض سعودی عرب شمع سخن، قونصلیٹ جنرل آف انڈیا جدہ، ۲۰۰۵ء مشاعرہ جشن زریں آزادی ہند ۱۹۹۷ء قونصلیٹ جنرل آف انڈیا اظہر عباسی کے "کتاب نما" اور "سبز رتوں کے پھول" شامل ہیں۔ مذکورہ بالا اخبارات و جرائد اردو زبان و ادب کی ترقی کا باعث بنے۔ متحدہ عرب امارات سے نکلنے والا اخبار سمندر پار کے چیف ایڈیٹر محمد راشد ملک اردو دنیا کے چیف ایڈیٹر فرخ شہزاد، الشرق کے محمد ارشد ملک رسالہ آئینہ کے چیف ایڈیٹر مختار عاقل ہیں۔ مصر سے جہاں اسلامی کے بعد تا حال

کوئی اخبار نہیں نکلا۔ عمان سے بھی کوئی اردو اخبار شائع نہیں ہوتا۔ مسقط عمان میں آن لائن ''پکار'' اردو اخبار دیکھا جا سکتا ہے۔ جبکہ سعودی عرب سے عرب دنیا کا شائع ہونے والا پہلا اردو اخبار ''اردو نیوز'' ہے۔ اس کی فیس بک پر ویب سائٹ ۲۹ جون ۲۰۱۳ء کو بنائی گئی ہے۔

اردو زبان میں عربی زبان کے بے شمار الفاظ شامل ہیں۔ عربی زبان نے اردو، فارسی اور ترکی پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ عربی زبان کے مختلف لہجے مصری، عراقی، شامی اور حجازی ہیں۔ عربی کے لہجوں میں معمولی فرق ہے۔ الفاظ کی ادائیگی میں بھی علاقے کے مطابق فرق پایا جاتا ہے۔ مقامی زبان کے اردو ادب پر گہرے اثرات دکھائی دیتے ہیں اردو جسے لشکری زبان کہا جاتا ہے جس میں پہلے سے عربی کے بے شمار الفاظ موجود ہیں۔ لیکن اگر عرب ممالک میں جنم لینے والی اردو ادب کی اصناف کے پس منظر کا مطالعہ کیا جائے تو محسوس ہو گا کہ مقامی زبان کا رنگ اردو ادب کے فن پاروں میں جا بجا کہیں محسوس اور کہیں غیر محسوس طریقے سے دکھائی دیتا ہے۔ آج اردو زبان وادب کا وجود ان ممالک میں اپنے پورے قد کے ساتھ کھڑا ہے عرب ممالک میں اردو کی باقاعدہ ابتداء ہنر مندوں کی آمد کے ساتھ شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اردو کے مجلے نکلنا شروع ہو گئے۔ آج سعودی عرب میں جدہ مرکز، ریاض مرکز، متحدہ عرب امارات میں ابوظہبی، العین، دبئی، شارجہ، عمان، فجیرہ، ام القوین اور راس الخیمہ میں پاکستانی مراکز ہیں۔ جہاں اردو کی ترویج واشاعت ہو رہی ہے۔ پاکستان ادبی اسوسی ایشن میں شعر وشاعری کی تخلیق کے ساتھ ساتھ مشاعروں اور ادبی نشتوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ مصر، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب اور عمان میں پاکستان سفار تخانے اردو زبان اودب کی ترویج میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ آج اردو ادب کی ہر صنف ان ممالک کی سرزمین میں لہلہا رہی ہے۔ عرب ممالک میں اردو ادب کی بے شمار تنظیمیں اور ادارے جا بجا اردو زبان کی خدمت کرتے نظر آتے ہیں۔ عرب ممالک میں اردو زبان وادب کی جدید صورتحال بڑی خوش آئند ہے عرب ممالک میں اردو زبان وادب کا بڑھتا ہوا رحجان اس بات کی علامت ہے کہ اردو زبان شبانہ روز ترقی کر رہی ہے اگر یہ ترقی یونہی جاری رہی تو وہ دن دور نہیں جب اردو زبان بلاد عرب کے ساتھ ساتھ دنیا کے ہر خطے پر راج کرے گی۔ ان شاءاللہ

حوالہ جات وکتابیات:

۱۔ انجینئر مالک اشتر، صحابی رسول ﷺ کی ٹیکسلا آمد بشمولہ تجربات، ماہنانہ شمارہ مارچ ۲۰۱۰ء، اسلام آباد ص ۷۔

2. Page al quresh, blogspots, com/2014/blog post-14.html, 14 Jan,2014, Pg-1

3۔ محمد بن قاسم http:/ur.wikipedia.org/w/index.ph.p/title,

4۔ انجینئر، مالک اشتر، صحابی رسول کی ٹیکسلا آمد ص ۷

5. Page aluresh, blogsposts.com/2014/blog-post-14 html 14 Jan,2014 pg-1

6۔ ایضاً ص 1

7. The Basic Biography of Sheikh Zayed bin Sultan Al-Nahuan, Ten Guide, U.A.E, mhtml, title/11:/UAE/profile of S.Z.S, pg 1

7۔ سعادت سعید، ڈاکٹر، نئی شاعری، مشمولہ معیار، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، جولائی، ستمبر ۲۰۱۳ء ص ۱۵۱۔

8۔ محمد کبیر خان، متحدہ عرب امارات میں اردو، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء، ص ۷۔